رسول اللہ ﷺ کی روحانی قوت

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ رُکَانَۃَ بْنِ عَبْدِ یَزِیْدَ وَکَانَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ قَالَ: کُنْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّ ﷺ فِیْ غُنَیْمَۃٍ لِاَبِیْ طَالِبٍ نَرْعَاھَا فِیْ اَوَّلِ مَا رَاٰی اِذْ قَالَ لِیْ ذَاتَ یَوْمٍ: ((ھَلْ لَکَ اَنْ تُصَارِعَنِیْ؟)) قُلْتُ لَہٗ اَنْتَ؟ قَالَ: ((اَنَا)) فَقُلْتُ عَلٰی مَاذَا؟ قَالَ: ((عَلٰی شَاۃٍ مِنَ الْغَنَمِ)) فَصَارَعْتُہٗ فَصَرَعَنِیْ فَاَخَذَ مِنِّیْ شَاۃً، ثُمَّ قَالَ لِیْ: ((ھَلْ لَکَ فِی الثَّانِیَۃِ؟)) قُلْتُ نَعَمْ، فَصَارَعْتُہٗ فَصَرَعَنِیْ فَاَخَذَ مِنِّیْ شَاۃً، فَجَعَلْتُ اَلْتَفِتُ ھَلْ یَرَانِیْ اِنْسَانٌ، فَقَالَ: ((مَا لَکَ؟)) قُلْتُ لَا یَرَانِیْ بَعْضُ الرُّعَاۃِ فَیَجْتَرِءُ وْنَ عَلَیَّ وَاَنَا مِنْ اَشَدِّھِمْ، قَالَ: ((ھَلْ لَکَ فِی الصِّرَاعِ الثَّالِثَۃِ؟ وَلَکَ شَاۃٌ)) قُلْتُ نَعَمْ، فَصَارَعْتُہٗ فَصَرَعَنِیْ وَاَخَذَ مِنِّیْ شَاۃً، فَقَعَدْتُ کَئِیْبًا حَزِیْنًا فَقَالَ: ((مَالَکَ؟)) قُلْتُ اِنِّیْ اَرْجِعُ اِلٰی عَبْدِ یَزِیْدَ وَقَدْ اَعْطَیْتُ ثَلَاثًا مِنْ غَنَمِہٖ، وَالثَّانِیَۃُ اَنِّیْ کُنْتُ اَظُنُّ اَنِّیْ اَشَدُّ قُرَیْشٍ، فَقَالَ: ((ھَلْ لَکَ فِی الرَّابِعَۃِ؟)) فَقُلْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ؟ فَقَالَ: ((اَمَّا قَوْلُکَ فِی الْغَنَمِ فَاِنِّیْ اَرُدُّھَا عَلَیْکَ)) فَرَدَّ عَلَیَّ، فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ ظَھَرَ اَمْرُہٗ فَاَتَیْتُہٗ فَاَسْلَمْتُ فَکَانَ مِمَّا ھَدَانِیَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَنِّیْ عَلِمْتُ اَنَّہٗ لَمْ یَصْرِعْنِیْ یَوْمَئِذٍ بِقُوَّتِہٖ وَلَمْ یَصْرِعْنِیْ یَوْمَئِذٍ اِلَّا بِقُوَّۃِ غَیْرِہٖ (رواہ البیھقی)

’’رُکانہ بن عبد یزید سے روایت ہے‘ اور یہ لوگوں میں سب سے قوی مشہور تھے‘ کہ میں اور آنحضرت ﷺ ابوطالب کی چند بکریوں کو چرا رہے تھے۔ یہ بات آپؐ کی نبوت کے شروع شروع کی ہے۔ ایک دن آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ’’کیا مجھ سے

© rasailojaraid

کشتی لڑتے ہو؟'' میں نے کہا اچھا کیا آپؐ سے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جی ہاں مجھ سے''۔ میں بولا اچھا کیا دو گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جو جیتے اس کی ایک بکری''۔ میں نے آپؐ سے کشتی کی۔ آپؐ نے مجھے زیر کر دیا اور مجھ سے ایک بکری لے لی۔ پھر مجھ سے فرمایا: ''کیا دوبارہ پھر کشتی لڑو گے؟''۔ میں بولا بہت اچھا۔ میں نے پھر آپؐ سے کشتی کی۔ آپؐ نے پھر مجھ کو زیر کر دیا اور ایک بکری مجھ سے اور لے لی۔ اس مرتبہ میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہیں مجھ کو پچھڑتے ہوئے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا دیکھ رہے ہو؟'' میں نے کہا یہ دیکھ رہا ہوں کہ مبادا مجھ کو کہیں کوئی اور بکریاں چرانے والا دیکھ رہا ہو اور میرے مقابلہ کی اس کو بھی ہمت ہو جائے' کیونکہ میں سب سے زور آور آدمی مشہور ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اچھا تیسری بار پھر لڑتے ہو؟ اور جیتو گے تو ایک بکری ملے گی''۔ میں بولا بہت اچھا۔ میں نے پھر کشتی کی اور آپؐ نے پھر مجھ کو زیر کر دیا اور مجھ سے ایک بکری لے لی۔ اب تو میں غمگین ہو کر بیٹھ گیا۔ آپؐ نے پوچھا: ''غمگین کیوں ہو؟'' میں نے کہا سب سے پہلے تو اس بات پر کہ جب میں عبد یزید کی بکریاں لے کر واپس ہوں گا تو ان میں تین بکریاں جو میں آپؐ کو دے چکا ہوں (وہ کم ہوں گی)۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھ کو یہ بڑا گھمنڈ تھا کہ قریش میں سب سے زیادہ مضبوط آدمی میں ہوں (مگر آج اس کے خلاف نکلا)۔ آپؐ نے فرمایا: ''اچھا چوتھی بار پھر کشتی کرتے ہو؟'' میں نے کہا کیا اب تین بار پٹ جانے کے بعد بھی؟ آپؐ نے فرمایا: ''اچھا لو بکریوں کا معاملہ تو یہ ہے کہ میں تم کو سب واپس کیے دیتا ہوں''۔ چنانچہ آپؐ نے وہ سب واپس کر دیں۔ پھر اس کے متصل ہی آپؐ کی نبوت کا شہرہ ہو گیا۔ اُس وقت میں آپؐ کی خدمت میں آیا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ اور میرے اسلام کا باعث یہی بات تھی کہ میں یقین کر چکا تھا کہ آپؐ نے مجھ کو اپنی طاقت سے زیر نہیں کیا' بلکہ ضرور کسی اور دوسری (الٰہی) طاقت سے زیر کیا ہے''۔

رُکانہ کے ساتھ کشتی لڑنے کا یہ واقعہ اوائل نبوت کا ہے۔ اس میں ہمارے لیے بہت سی راہ نمائی موجود ہے۔ اوّل یہ کہ نبوت کے ابتدائی دَور میں آپؐ بدستور بکریاں چراتے تھے۔ اگرچہ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کو پندرہ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا تھا' بی بی صاحبہ دولت مند خاتون تھیں مگر آپؐ نے اُن کی دولت پر انحصار نہیں کیا' بلکہ اپنے ہاتھ سے روزی کمانے کو ترجیح دی اور اپنے چچا ابو طالب کی بکریاں چراتے رہے۔ یوں روزی

کمانے کے معمولی سمجھے جانے والے کاموں کو آپؐ کے اسوۂ حسنہ سے عظمت ملی۔ آج کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ محنت مزدوری کے کاموں کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے تو بہترین روزی وہی ہے جو اپنے ہاتھوں سے کمائی جائے۔

رُکانہ قریش کا نامور پہلوان تھا۔ اس کے مقابلے کا طاقتور کوئی دوسرا نہ تھا۔ وہ بھی آپؐ کے ساتھ بکریاں چراتا تھا۔ حالات تو ایسے تھے کہ وہ آپؐ کو چیلنج کرتا مگر کشتی لڑنے کی دعوت آپؐ نے اسے دی۔ اس پر اسے تعجب ہوا کہ مجھ جیسے پہلوان کو یہ چیلنج! چنانچہ وہ آمادہ ہو گیا اور کہا کہ کشتی جیتنے والے کو کیا ملے گا؟ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''بکریوں کے گلے میں سے ایک بکری۔'' چنانچہ کشتی ہوئی تو آپؐ نے اسے گرا دیا اور ایک بکری اُس سے لے لی۔ آپؐ نے پھر کہا کہ دوسری بار کشتی کرو گے؟ تو رُکانہ نے کہا ہاں۔ اب دوسری بار کشتی ہوئی تو پھر آپؐ نے اسے گرا دیا اور اُس سے ایک اور بکری لے لی۔ اب تو رُکانہ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کوئی دوسرا انسان اسے کشتی میں مات کھاتے ہوئے دیکھ تو نہیں رہا۔ آپؐ نے پوچھا تجھے کیا ہے کہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے؟ رُکانہ نے کہا: یہ دیکھ رہا ہوں کہ چرواہوں میں سے کوئی مجھے دیکھ تو نہیں رہا کہ اُس کو بھی میرے مقابلے کی ہمت ہو جائے' کیونکہ میں تو آج تک سب سے زور آور آدمی مشہور ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تیسری بار کشتی کرو گے؟ اگر جیت گئے تو ایک بکری تمہاری۔ رُکانہ نے ہاں کر لی اور کشتی شروع ہو گئی۔ اب کے بھی آپؐ نے رُکانہ کو گرا دیا اور اُس سے ایک بکری لے لی۔ اب تو رُکانہ کا برا حال تھا۔ وہ دل شکستہ اور غمگین ہو کر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھا تو آپؐ نے فرمایا: ''رُکانہ! تجھے کیا ہے؟'' رُکانہ نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ تین بکریاں میں آپؐ کو دے چکا ہوں' جب واپس جاؤں گا تو گلے کے مالک کو کیا جواب دوں گا؟ دوسرے یہ کہ میں تو اپنے کو قریش کا سب سے طاقتور شخص سمجھتا تھا مگر آج تو میں ایسا نہ رہا۔ آپؐ نے فرمایا: ''اچھا چوتھی بار پھر کشتی کرتے ہو؟'' رُکانہ نے کہا کہ کیا اب تین بار پٹ جانے کے بعد بھی؟

آپؐ نے فرمایا: ''اچھا سنو تینوں بکریاں میں تجھے واپس کیے دیتا ہوں۔'' آپؐ نے تینوں بکریاں اُس کو دے کر اسے مطمئن کر دیا۔ اس واقعے کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا آپؐ کی نبوت کی شہرت ہو گئی۔ اس وقت رُکانہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ حضرت رُکانہؓ کہتے ہیں کہ یہی واقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سبب بنا کہ میں اسلام لے آیا' کیونکہ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنی طاقت سے زیر نہیں کیا بلکہ ضرور کوئی

© rasailojaraid

دوسری طاقت مجھے مغلوب کرنے کا سبب بنی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک نامور پہلوان کو چیلنج کرنا ظاہر کرتا ہے کہ آپ ؐ کو اللہ تعالیٰ کی مدد پر پورا بھروسہ تھا کہ ضرور آپ ؐ کو کامیابی ہوگی جو رُکانہ کو حیرت میں ڈال دے گی' اور رُکانہ جب سوچے گا تو پھر میری نبوت پر ایمان لے آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جیتنے پر بکریاں وصول کرنا بھی کسی مالی منافع کے لیے نہ تھا' ورنہ آپ ؐ رکانہ کو بکریاں واپس نہ کرتے' مگر آپ ؐ نے تو اُس کو پریشان دیکھ کر ہی بکریاں واپس کر دیں' حالانکہ اس نے اس سلسلہ میں آپ ؐ سے کوئی التجا نہیں کی تھی۔ از خود بکریاں واپس کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ؐ اس عمل سے کسی اچھے نتیجے کی توقع رکھتے تھے جو بالآخر رُکانہ کے اسلام لانے کی صورت میں سامنے آ گیا۔ رُکانہ کو غمگین دیکھ کر آپ ؐ نے اس کی دلجوئی کی جس میں اُمت کے لیے ایک بہت اچھی مثال ہے۔

اگرچہ شرط لگانا اچھی بات نہیں' مگر اوّل تو یہ نبوت کے ابتدائی دَور کا واقعہ ہے جب ابھی تفصیلی احکام نازل نہیں ہوئے تھے' اور آپ ؐ تو اللہ کے حکم کے پابند تھے۔ دوسرے یہ شرط تو مثبت نتائج کے لیے تھی نہ کہ مال اکٹھا کرنے کے لیے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ؐ نے رُکانہ کو بن مانگے اس کی بکریاں واپس کر دیں۔ پھر شرط تو رُکانہ نے لگائی تھی' آپ ؐ نے صرف قبول کی۔ رُکانہ کو یقین تھا کہ وہ شرط جیت جائے گا اور اسے فائدہ حاصل ہوگا' لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اُس کا مقابلہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے۔

پس آپ ﷺ کا نامور پہلوان کو پچھاڑ دینا ایک معجزہ تھا' اسی لیے رُکانہ کو اپنے ہارنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی اور اسے اقرار کرنا پڑا کہ اُس کی شکست مدّ مقابل کی جسمانی قوت کے بل پر نہ تھی بلکہ یہ کوئی اور ہی طاقت تھی جس نے اُسے مغلوب کیا۔ چنانچہ جب اسلام کا شہرہ ہوا تو یہی گزرا ہوا واقعہ رُکانہ کی ہدایت کا سبب بن گیا اور اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ کے مکمل دورۂ ترجمہ قرآن اور دروس وخطابات کے علاوہ تلاوتِ قرآن' کتب احادیث کے تراجم' میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے' اردو وانگریزی کتب' کیسٹس' سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے!